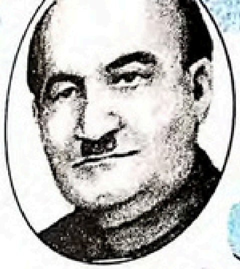

جوشؔ ملیح آبادی

ولادت: ۱۸۹۶ء | وفات: ۱۹۸۲ء

جوشؔ کا اصل نام شبیر حسن خان تھا۔ وہ ملیح آباد (لکھنؤ) میں پیدا ہوئے۔ ان کے والد کا نام بشیر احمد بشیر تھا جو خود بھی ایک اچھے شاعر تھے۔ نسلاً آفریدی تھے۔ آباؤاجداد کا تعلق وادیِ تیراہ سے تھا۔ جوشؔ نے ابتدائی تعلیم اپنے گھر پر حاصل کی اور عربی فارسی پر اچھی خاصی دسترس حاصل کرلی۔ اس کے بعد سینٹ پیٹرس کالج آگرہ سے مزید تعلیم حاصل کی۔ جوشؔ کا تعلق ایک جاگیردار گھرانے سے تھا، لیکن والد کے انتقال سے سارا خاندان انتشار کا شکار ہوگیا۔

تلاشِ معاش کے سلسلے میں کافی پریشان رہے۔ آخر کار دارُالتّرجمہ (جامعہ عثمانیہ، حیدر آباد) میں ملازمت اختیار کی، لیکن نظام حیدرآباد کے خلاف ایک نظم لکھنے کی پاداش میں معتوب ہوکر ریاست بدر ہوئے اور دہلی منتقل ہوگئے۔ وہاں وہ مختلف رسائل سے منسلک رہے۔ کچھ عرصہ فلمی دنیا اور آل انڈیا ریڈیو سے بھی وابستہ رہے۔ ادبی خدمات کے صلے میں ہندوستانی حکومت نے انھیں سب سے بڑا ادبی اعزاز "پدما بھوشن" عطا کیا۔ قیامِ پاکستان کے بعد کراچی میں رہائش اختیار کی۔ ان کا انتقال اسلام آباد میں ہوا اور وہیں مدفون ہیں۔

جوشؔ کو ادبی ماحول ورثے میں ملا تھا۔ انھوں نے شعر گوئی کی ابتدا تقریباً نو سال کی عمر سے کی۔ ابتدا میں اُنھوں نے غزلیں کہیں، لیکن جلد ہی وہ نظم کی طرف مائل ہوگئے۔ نظم نگاری میں انھیں ایک خاص مرتبہ حاصل ہے۔ ان کی نظموں میں مناظرِ فطرت کی عکاسی، انقلابی رنگ اور شباب کی ولولہ انگیزی

پائی جاتی ہے۔ اس لیے اُنھیں شاعرِ فطرت اور شاعرِ انقلاب بھی کہا جاتا ہے۔ اس کے علاوہ ان کی نظموں میں سیاسی رنگ بھی ہے اور احتجاجی عنصر بھی نمایاں ہے۔ جوشؔ کو الفاظ پر بڑی قدرت حاصل تھی۔ ان کا ذخیرہ الفاظ بہت وسیع تھا۔ ان کے لہجے میں ایک خاص گھن گرج اور بہاؤ ہے۔ شعری وسائل کے فنکارانہ استعمال سے جوش نے اپنے کلام میں دلکشی اور رعنائی پیدا کی ہے۔ وہ کسی بھی موضوع پر مسلسل اور مفصّل لکھنے پر قادر تھے۔

مجموعہ ہائے کلام: شعلہ و شبنم، روحِ ادب، نقش ونگار، فکر ونشاط، حرف و حکایات، آیات ونغمات، سیف وسبو، عرش وفرش، یادوں کی بارات (خودنوشت) وغیرہ

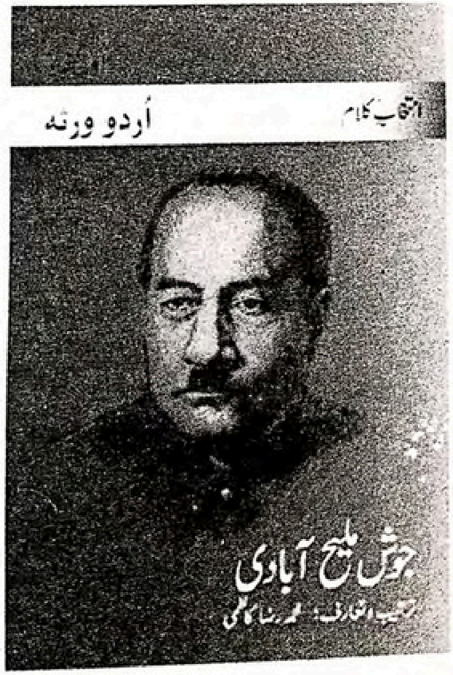

مناظرِ سحر

کیا روح فزا جلوہ، رخسارِ سَحر ہے
کشمیر دلِ زار ہے فردوس نظر ہے
ہر پھول کا چہرہ عرق حسن سے تر ہے
ہر چیز میں اک بات ہے ہر شے میں اثر ہے
ہر سمت بھڑکتا ہے رُخِ حُور کا شعلہ
ہر ذرۂ ناچیز میں ہے طُور کا شعلہ

لرزش وہ ستاروں کی وہ ذروں کا تبسّم
چشموں کا وہ بہنا کہ فدا جن پہ ترنّم
گردُوں پہ سپیدی و سیاہی کا تصادم
طوفان وہ جلوؤں کا وہ نغموں کا تلاطم
اُڑتے ہوئے گیسو وہ نسیمِ سَحَری کے
شانوں پہ پریشان ہیں یا بال پری کے

وہ پھیلنا خوشبو کا وہ کلیوں کا چٹکنا
وہ چاندنی مدھم، وہ سمندر کا جھلکنا
وہ چھاؤں میں تاروں کی گلِ تر کا مہکنا
وہ جھومنا سبزہ کا، وہ کھیتوں کا لہکنا
شاخوں سے ملی جاتی ہیں شاخیں وہ اثر ہے
کہتی ہے نسیمِ سحری "عیدِ سحر ہے"

خنکی وہ بیاباں کی، وہ رنگینیٔ صحرا
وہ وادیٔ سرسبزہ و تالاب مصفّا
پیشانیٔ گردوں پر، وہ ہنستا ہوا تارا
وہ راستے جنگل کے، وہ بہتا ہوا دریا
ہر سمت گلستاں میں وہ انبار گلوں کے
شبنم سے وہ دھوئے ہوئے رخسار گلوں کے

وہ روح میں انوارِ خدا، صبح وہ صادق
وہ حسن جسے دیکھ کے ہر آنکھ ہو عاشق
وہ سادگی انسان کی فطرت کے مطابق
زریں وہ اُفق، نور سے لبریز وہ مشرق
وہ نغمۂ داؤدؑ پرندوں کی صدا میں
پیراہنِ یوسفؑ کی وہ تاثیر ہوا میں

وہ برگِ گلِ تازہ، وہ شبنم کی لطافت
اِک حُسن سے وہ خندہ سامانِ حقیقت
وہ جلوۂ اصنام، وہ بت خانہ کی زینت
زاہد کا وہ منظر، وہ برہمن کی صباحت
ناقوس کے سینے سے صدائیں وہ فغاں کی
وہ حمد میں ڈوبی ہوئی آواز اذاں کی

آقا کا غلاموں سے یہ ہے قرب کا ہنگام!
دل ہوتے ہیں سرشار فنا ہوتے ہیں آلام
چھا جاتی ہے رحمت، تو برس پڑتے ہیں انعام
اس وقت کسی طرح مناسب نہیں آرام
رونے میں جو لذت ہے تو آہوں میں مزا ہے
اے روح! خودی چھوڑ کہ نزدیک "خدا" ہے

(بحوالہ۔ دیوانِ جوش (طبع اوّل) مرتب آمر، اُردو اکادمی قیصر باغ)